بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا عالمی معیشت میں ڈالر کے عالمی غلبہ کے ختم ہونے کی شروعات ہو چکی ہے؟

ترجمہ

سوال:

چند ممالک جیسے چین، روس اور یوروپی یونین کی جانب سے بین الاقوامی تبادلہ کی خاطر استعمال ہونے والی کرنسی کو تبدیل کرنے کے اقدامات سامنے آئے ہیں اور ایسے معاہدات بھی انجام پائے ہیں جن کے تحت چند ممالک کی مقامی کرنسی پر معاملات طے کئے جائیں گے مثلاً روس کا ہندوستان کے ساتھ 2018/10/31 کو 400-s میزائل کی خریداری کا معاہدہ روسی کرنسی میں طے پایا اور ایک مہینہ قبل اسی قسم کی میزائل خریداری کا معاہدہ اس نے ترکی کے ساتھ ان دونوں ممالک کی آپسی کرنسی میں طے کیا ہے، ترکی بولنے والے ممالک کے اجلاس میں اردوگان کی میٹنگ کے دوران چین نے اعلان کیا کہ وہ ایران سے خریدے جانے والے تیل کی قیمت پیٹرویوان (petro yuan) میں ادا کرے گا اور سینٹرل بنک آف جاپان نے جاپان کے مرکزی بنک کے ساتھ باہمی طور پر مقامی کرنسی کے تبادلہ کے دوطرفہ معاہدہ پر دستخط کئے ہیں جس کے تحت 200 بلین یوان جس کی مالیت 29 billion dollar) ہے، کا 3.4 ٹریلین ین (yen) کے ساتھ تبادلہ کیا جائے گا، چنانچہ کیا بین الاقوامی معیشت میں ڈالر کے غلبہ کے خاتمہ کا آغاز ہو چکا ہے؟

جواب:

واضح جواب کی خاطر ضروری ہے کہ ہمارے ذہن میں عالمی معیشت میں ڈالر کی حیثیت کیا ہے اس کی حقیقت واضح رہے۔

اول: بین الاقوامی طور پر ڈالر کی حیثیت 1944 میں بریٹن ووڈ معاہدہ (Bretton Wood Agreement) کے تحت نکل کر سامنے آئی جب امریکہ نے اس میٹنگ کے شرکاء پر عائد کیا کہ وہ ڈالر کو اور اس کے غلبے کو قبول کریں کیونکہ وہ دوسری عالمی جنگ کا ایسا فاتح تھا جو جنگ سے متاثر نہیں ہوا تھا، چنانچہ ایسے مالیاتی نظام کی منظوری دی گئی جس کے تحت دس بڑے صنعتی ممالک نے اپنی مقامی کرنسی کی قیمت ڈالر کی مناسبت سے طے کرنا قبول کیا اور امریکہ نے بھی اقرار دیا کہ امریکی ڈالر کو سونے کی بنیاد (یعنی فی اونس سونے کی قیمت 35 ڈالر) پر طے کرے گا اور یہ کہ وہ بیرونی ممالک کے مرکزی بنکوں کی طرف سے مہیا کرائے گئے ڈالر کا سونے سے مبادلہ سونے سے منسلک ڈالر کی قیمت پر کرے گا، اس دور میں امریکہ خزانہ کے سونے کے ذخائر کا تخمینہ مجموعی طور پر دنیا کا دو تہائی مانا جاتا تھا البتہ بیرونی اخراجات کے سبب ادائیگیوں کے توازن میں مسلسل کمی کی وجہ سے اس کے خزانہ میں موجود سونے کے ذخیرہ میں کمی آتی گئی اور 1961 اور 1970 کے درمیان یہ گھٹ کر پانچ بلین ڈالر کے برابر ہو گیا، صدر نکسن نے 1971 میں ڈالر کو سونے سے بدلنے پر پابندی لگا دی اور ڈالر کا سونے سے رشتہ منسلک کرنے والے نظام کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔

نکسن انتظامیہ نے مالیاتی نظام میں لائی گئی اس تبدیلی کا بندوبست سعودی عرب کے ساتھ 1972 سے 1974 تک چلنے والے معاہدات کے ایک سلسلہ کے ذریعہ کیا اور نام نہاد پیٹروڈالر کی بنیاد ڈالی اور دیگر ممالک کو ڈالر کا ذخیرہ اپنے پاس محفوظ رکھنے کی وجہ فراہم کر دی کیونکہ انہیں پیٹرول کی خریداری کی ضرورت تو پیش آنی ہی تھی جو سعودی عرب کے ساتھ انجام دیئے گئے ان معاہدات کے تحت ڈالر کرنسی میں انجام پانے تھے جو دنیا میں سب سے زیادہ تیل برآمد کرتا ہے اور سعودی عرب بھی اس کے لئے تیار ہو گیا کہ وہ ڈالر کے بدلے قیمت ہتھیار اور انفراسٹرکچر اور امریکی ٹریژری بانڈز (امریکی ریاستی خزانہ کے بانڈز) حاصل کرے گا اور 1977 کے آنے تک امریکی خزانہ کے بیرون ممالک میں موجود بانڈز کا 20 فیصد حصہ سعودی عرب کے پاس آچکا تھا، اگر تیل کو بھی سونے کے ساتھ ملا دیا جائے جس کی اپنی قیمت بھی ڈالر میں چکائی جاتی ہو تو پھر ہر ایک ملک ڈالر حاصل کرنا چاہتا تھا اور سال 2000 تک عالمی ریاستوں کے مرکزی بنکوں کے پاس امریکی ڈالر کی 71 فیصد نقدی جمع ہو چکی تھی تاہم اس کے بعد سے کم ہو کر 62 فی صد ہوئی، اس کے علاوہ 40 فیصد عالمی قرضہ بھی ڈالر کی شکل میں پایا جاتا ہے۔

دوم: آج بین الاقوامی لین دین پر ڈالر کا قبضہ ہے جس کی وجہ سے ڈالر کی زبردست مصنوعی مانگ اور مارکیٹ قائم ہے جس کی وجہ سے ڈالر کسی بھی دوسری مقامی کرنسی سے مختلف ہے اور روزانہ لاتعداد لین دین میں ڈالر ایک درمیانے دلال کی حیثیت میں شامل ہوتا ہے، اس لین دین کی مالیت تقریباً 5.4 ٹریلین ڈالر یومیہ ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ غیر ملکی زرمبادلہ کے یومیہ لین دین میں ڈالر کا حصہ 84.9 فی صد ہے جس میں سے خود امریکی لین دین اس کی نصف تعداد سے بھی کم ہے کیونکہ غیر امریکی ممالک بھی اپنی آپسی تجارت میں ڈالر کو استعمال کرتے ہیں، ڈالر کی معاشی طاقت کا مطلب ہے کہ امریکہ ڈالر کو نہ صرف معاشی اور مالیاتی طور پر نشانہ بنائے گئے ملک کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے اسے سزا دے سکتا ہے بلکہ دیگر ممالک کو بھی اس ملک کے ساتھ تجارتی تعلقات نہ رکھنے کے لئے اکسا سکتا ہے اور امریکہ اس کڑی کاروائی کو SWIFT سسٹم یعنی (The Society for Worldwide Interbank Financial Telecommunication) کے ذریعہ انجام دے گا، یہ ڈالر کے بندوبست و تصفیہ کا سسٹم ہے چونکہ ڈالر ایک گلوبل ریزرو کرنسی ہے لہذا SWIFT سسٹم ڈالر کے اس عالمی نظام کی سہولت کاری کو انجام دیتا ہے دنیا بھر کے ممالک اس سسٹم کے ذریعہ اپنا لین دین کرتے ہیں اور یہ سسٹم اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ کسی بھی دو فریقین کے مابین ہونے والے سارے تجارتی لین صرف ڈالر میں ہی انجام پائیں اور امریکہ اس سسٹم کے ذریعہ کسی بھی ملک پر زبردست معاشی پابندیاں عائد کر سکتا ہے، اسی سسٹم کے ذریعہ امریکہ نے 2014 اور 2015 کے درمیان روسی بنکوں پر پابندی عائد کر رکھی تھی جب ان دونوں ممالک کے آپسی تعلقات میں کشید گی بڑھی ہوئی تھی اور نومبر 2018 میں امریکہ نے اسی SWIFT سسٹم کے ذریعہ ایران پر سخت معاشی پابندیاں عائد کی تھیں اور کئی یوروپی ممالک نے امریکہ کے خوف سے ایران کے ساتھ اپنے تجارتی معاہدات کو نبھانے سے انکار کر دیا تھا۔

یہ سب اس لئے ممکن ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے بتلایا ہے کہ ڈالر دنیا کی گلوبل ریزرو کرنسی ہے اور پچھلے سال کے اختتام تک دنیا کے 146 مرکزی بنکوں کے ذخیرہ کردہ سرمایہ کی مجموعی ریزرو کرنسی کا 64 فی صد حصہ ڈالر کی شکل میں ہو چلا ہے اور اس کے بعد اگلا بڑا حصہ یورو کی شکل میں 20 فی صد ہے جبکہ جاپان کے ین اور اسٹرلنگ پاؤنڈ کا 5 فی صد حصہ ہے اور اس میں چین کے یوآن کو شامل نہیں کیا گیا جس کا بیرونی ممالک کے ریزرو میں حصہ 108 بلین امریکی ڈالر سے زیادہ نہیں ہے یعنی ایک فی صد سے بھی کم حصہ ہے۔ (www.alquds.co.uk 19/8/2018)

تیسرے: ان تمام باتوں کی روشنی میں دنیا میں اثرورسوخ رکھنے والے ممالک نے ڈالر کے اثر کو کم کرنے کی خاطر دو راستوں کو اختیار کیا جس میں ایک 1999 کا یوروپی موقف تھا جس کے تحت 2002 میں امریکی ڈالر کے بالمقابل سرکاری طور پر یورو میں تجارت شروع کی گئی اور یہ یوروپین معیشتوں کے استحکام اور ان کی اپنی قابلیتوں پر اعتماد کی بناء پر تھا دوسرا راستہ روس اور چین جیسے ممالک کے ذریعہ تھا جو اس کام میں تاخیر سے شامل ہوئے کیونکہ یہ اس وقت مقابلہ کی پوزیشن میں نہ تھے (جب کہ یورو موجود نہ تھا) اور 2008 کا معاشی بحران سامنے نہیں آیا تھا اور ان کو اپنے ڈالر کے ریزرو میں کمی اور اس کی قیمت کے گھٹ جانے کا خوف لاحق ہوا تو وہ پھر سے ڈالر کا غلبہ گھٹانے کی خاطر یوروپ کے پرانے ممالک کے ساتھ شامل ہوئے اب جبکہ چین ایک عالمی معیار کی معیشت بن چکا ہے تو اس کی بین الاقوامی کوششیں ڈالر کی اہمیت کو گھٹانے میں اثر پیدا کرنے لگیں ہیں۔

اس طرح 2008 کا معاشی بحران ان ممالک کے لئے ایک الارم کی طرح بن کر آیا کہ وہ بحران کے بعد اپنے پاس موجود ڈالر کے متعلق سوچنا شروع کریں البتہ جس چیز نے اس مرحلہ کو تیز تر کر دیا ہے وہ ٹرمپ کی اشتعال انگیزی اور پابندیاں ہیں اور ٹرمپ انتظامیہ کی نئی پالیسیوں نے دیگر طاقتور ممالک کے ذریعہ ڈالر کے عالمی غلبہ کو کم کرنے کے رجحان و منصوبہ میں تیزی لادی ہے اور صدر ٹرمپ کی "پہلے امریکہ" کی پالیسی کو اندھا دھند طریقہ سے نافذ کیا جارہا ہے، حالانکہ پچھلی ساری امریکی انتظامیہ امریکی مفاد کے حق میں ہی کام کر رہی تھیں لیکن ٹرمپ انتظامیہ دیگر ممالک کے مفادات کا ذرہ برابر احترام کئے بغیر کام کر رہی ہے، ٹرمپ نے پچھلے تمام سالوں میں امریکی ملٹری کے ذریعہ یوروپ کی حفاظت کرنے کا یوروپ سے معاوضہ طلب کیا ہے اور چین کے ساتھ تجارتی جنگ کو بھڑکانے کی خاطر خطرہ کی چنگاری لگائی اور شمالی کوریا کے میزائلوں سے جاپان اور کوریا کے تحفظ کا معاوضہ ان سے طلب کیا اور ٹرمپ نے جب ایران پر پابندیاں عائد کرنا شروع کیں اور جو ایران سے تیل امریکی ڈالر میں خریدنا چاہتا ہو تو ان ملکوں کو بھی اس پابندی میں شامل کرنے کی کوشش کی اور چونکہ چین دنیا کا سب سے بڑا تیل درآمد کرنے والا ملک ہے چنانچہ ٹرمپ کی کاروائی نے چین کو ڈالر کے استعمال کے خلاف اقدامات کے لئے تیار کیا بالخصوص جب کہ وہ امریکہ کے مقابل تجارتی جنگ میں شامل ہے اس طرح مارچ 2018 میں شنگھائی فیوچرز ایکس چینج نے بیرونی سرمایہ کاروں کے لئے اپنا پہلا اوپن اینڈ ڈفیوچرز کنٹراکٹ (open-ended futures contract) کا آغاز کیا، یہ فارورڈ آئل کنٹریکٹ (a forward oil contract) چین کی یوآن کرنسی میں تھا جو ڈالر کی بنیاد پر برینٹ اور WTI کنٹریکٹ کے بالمقابل تھا جو موجودہ عالمی معیار و پیمانہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔

چنانچہ 2008 کا امریکی مالیاتی بحران اور اس کا دنیا کے دیگر ممالک کی معیشت پر اثر انداز ہونا اور پھر ٹرمپ کی تحفظ پسندی اور تجارتی جنگ اور معاشی اور مالیاتی پالیسی ان تمام باتوں نے مل کر ڈالر کے غلبہ کے خلاف عالمی رجحان کو مزید بڑھایا ہے۔

چوتھا: چنانچہ ان کاروائیوں نے ایسے ممالک کو اشتعال میں لایا جو خود مختار و طاقتور ہیں اور کئی دفعہ ان ممالک نے بھی نوٹس لیا جو طاقتور ممالک کے گرد گھومتے ہیں البتہ موثر و طاقتور تحریک ان خود مختار ریاستوں کی جانب سے ہے کیونکہ ایسی سیٹلائٹ ریاستیں جو امریکہ کے مدار میں گردش کرتی ہیں ان کی مدافعتی حرکت عارضی اور کسی مقصد کے تحت ہوتی ہے اور وہ پھر واپس ہو کر گھومنے لگتے ہیں کیونکہ وہ امریکہ کی موثر مخالفت کے آگے اپنی مخالفت جاری نہیں رکھ سکتے جب تک کہ وہ اس کے مدار میں گردش کرتے رہیں اور ہم ان تمام تر ممالک کی کاروائیوں کا تجزیہ کریں گے

1۔ خود مختار ریاستوں کی کاروائیاں:

الف۔ روس: 2009 میں روسی صدر میڈویڈیف نے G8 ممالک کی لندن میٹنگ میں ڈالر کو بدلنے کے لئے متبادل عالمی کرنسی کی رائے پیش کی تھی چین، روس، ہندوستان، ترکی اور تیل کی پیداوار کرنے والے دیگر ممالک نے حال میں اپنے "سارے تجارتی اور سرمایہ کاری کے لین دین کو اپنی مقامی کرنسی" میں کرنے کا معاہدہ کیا ہے البتہ ان سب کے باوجود خام مال اور سونے کی قیمتیں ڈالر پر ہی قائم رہیں گی، روس نے بارہا امریکی ڈالر کو دیگر مقامی کرنسی سے بدلنے کے متعلق بیان دیا ہے کیونکہ روس کا یوکرین کے کریمیا اور مشرقی یوکرین پر حملہ آور ہونے اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد سے امریکہ نے روس پر پابندیاں لگا دی تھیں اور پھر یہ 2016 کے امریکی الیکشن میں روسی دخل اندازی کی تحقیقات کے طور پر بھی لگائی گئیں تھیں۔

2015 کے بعد سے امریکہ مسلسل روس پر اپنی پابندیاں بڑھاتا رہا ہے، کانگریس "پابندیوں کے ذریعہ امریکی دشمنوں کے مقابلہ کے قانون" کے تحت رفتہ رفتہ ان پابندیوں کا دائرہ بڑھا رہی ہے جس کو اگست 2017 میں جاری کیا گیا تھا اور پھر روس کے خلاف مزید سخت پابندیاں عائد کی گئیں اور یہ پابندیاں روس کے لئے کڑی تھیں جس نے روس کے بڑے بنکوں کا تعلق ڈالر سے ختم کر دیا تھا جس کی وجہ سے روسی روبل کی قیمت ڈالر کے مقابلے 18 فی صد سے گر گئی تھی اور یہ جب کہ روس اپنے 58 فی صد قرض میں ڈالر کا استعمال کرتا ہے یعنی روس تقریباً آدھا قرض ڈالر میں حاصل کرتا ہے چنانچہ روس مشکل میں گھر گیا یہ صورت حال مالیاتی، معاشی اور مادی طور پر ڈالر سے آزادی کے لئے روس پر ڈالر کے استعمال کو کم کرنے کے لئے دباؤ بنا رہی تھیں، پوتن نے ریاست کے ڈوما میں دی گئی تقریر میں کہا "ہمیں اپنی معاشی خود مختاری کو مستحکم کرنا ہوگا، سٹاک ایکسچینج میں تیل کی خریداری ڈالر میں ہے اور ہم بے شک سوچ رہے ہیں کہ کس طرح اس بوجھ سے چھٹکارا پائیں" مزید اس نے کہا کہ ہم پچھلی صدی میں ایسی امید کرنے والے بے وقوف تھے کہ بین الاقوامی تجارت اور عالمی معیشت میں بیان کردہ اصولوں کی پاسداری رکھی جائے گی اور ہم اب دیکھتے ہیں کہ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے قوانین کی خلاف ورزی کی جارہی ہے اور سیاسی بنیادوں پر پابندیاں عائد کی جارہی ہیں جس کو وہ Sanctions کہتے ہیں۔ (Duniya Al-Watan, 9/5/2018)، اور پھر روس نے رفتہ رفتہ اپنے پاس سے امریکی ٹریزری بانڈز کی تعداد کو کم کرنا شروع

کیاجو 2008 میں سب سے زیادہ 223 بلین ڈالر تک پہنچے تھے اور پچھلے سال کے اختتام تک 100 بلین ڈالر تک آ پہنچے تھے۔ روس پر امریکی پابندی کے نتیجہ میں روس اپریل اور مئی 2018 میں اس سے بھی دستبردار ہوگیا اور اب اس کے پاس امریکی ٹریزری کے 14.5 بلین ڈالر مالیت کے بانڈز موجود ہیں۔

البتہ روس کا روبل امریکی ڈالر کا بدل نہیں ہوسکتا کیونکہ روبل میں اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے اہم ممالک کو روبل کی حمایت کے لئے متحرک نہیں کیا جاسکتا اور دنیا میں بیشتر ممالک روبل خریدنا نہیں چاہتے کیونکہ کرنسی مارکیٹ میں اس میں بڑی تبدیلی دیکھی جاتی ہے اور بالخصوص دنیا کو روسی روبل میں ریزرو کرنسی کے طور پر اعتماد نہیں ہے چنانچہ روس زیادہ سے زیادہ دیگر ممالک پر روسی توانائی کو روسی روبل میں خریدنے کے لئے زور دے سکتا ہے لیکن روسی روبل ڈالر کی جگہ نہیں لے سکتا ہے۔۔ روسی صدر پوتن کے ترجمان ڈیمتری پیسکوف نے Rossiya TV channel کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ ”بیشتر ممالک نہ صرف مشرقی ممالک بلکہ یوروپ میں بھی راستے تلاش کررہیں تاکہ امریکی ڈالر پر انحصار ختم کیا جاسکے۔۔ اور اچانک انہیں معلوم ہوا ہے کہ ایک تو یہ ممکن ہے، دوم ایسا کرنا چاہئیے، سوم خود کو جتنا جلدی ہوسکے بچالو اور جلد ایسا کرلو“۔

”ڈالر کو کچھ حد تک منسوخ کرنا تو ممکن ہے البتہ مسئلہ یہ نہیں کہ آپ ڈالر کے چنگل سے باہر نکلنا چاہتے ہو بلکہ (مسئلہ تو یہ ہے کہ) ڈالر نہیں تو پھر اس کا متبادل کیا ہے، یورو؟ یوآن؟ یا پھر بٹ کوائن؟ اور ان میں سے ہر ایک فیصلہ کی اپنی قیمت چکانی ہوگی اور ہمیں ڈالر کے ساتھ رہنے اور اس کا متبادل تلاش کرنے کی قیمت کے درمیان توازن حاصل کرنا ہوگا“۔ روسی سنٹرل بنک کے سابق نائب صدر Oreshkin نے کہا (Financial Times, 3/10/2018)، اور ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ روسی افسران خود بھی ڈالر کے مقابلے میں عالمی ریزرو کرنسی کے طور پر روبل کی اہلیت کے متعلق پُر اعتماد نہیں ہیں۔

ب۔ چین: چین اپنی کرنسی یوآن کو مضبوط گلوبل کرنسی کے طور پر دعویدار بنا سکتا ہے لیکن اس کی عالمی سیاسی دسترس کمزور ہے جو امریکہ سے اس کی کشمکش وتنازعہ کے باعث اس کے معاشی میدان عمل کو مزید تنگ بناتی ہے چنانچہ وہ بڑی معیشت ہونے کے باوجود اپنی کرنسی کو عالمی طور پر تجارت ومالیاتی مارکیٹ میں نافذ نہیں کرسکا ہے البتہ اس نے ڈالر کو اختیار کرکے بڑے پیمانہ پر اکٹھا بھی کیا ہوا ہے جو حالیہ چند سالوں میں ۳ سے ۴ ٹرلین ڈالر تک اس کے پاس جمع ہوا ہے حالانکہ اس نے امریکی مالیاتی اداروں سے دور جانے کی کوشش کی ہے اور ایک معاشی گروپ BRICS کو قائم کیا ہے جس میں برازیل، روس، انڈیا، چین اور ساؤتھ افریقہ شامل ہیں اور BRICS گروپ کی مجموعی معیشت 15 ٹریلین ڈالر ہے جو عالمی معیشت (74 ٹرلین ڈالر) کا 20 فیصد ہے اور اس نے شنگھائی میں جولائی 2015 میں ابتدائی طور پر 50 بلین ڈالر سرمایہ کے ساتھ ایک ڈیویلپمنٹ بنک بھی قائم کیا ہے تاکہ BRICS گروپ کے لئے سرمایہ کاری اور قرض مہیا کراسکے جو آگے چل کر 100 بلین ڈالر تک پہنچ کر ورلڈ بنک کا متبادل بن سکے۔ اس کے باوجود بھی وہ ڈالر سے دست بردار نہیں ہوا ہے۔

جب صدر ٹرمپ نے ایران پر پابندیاں عائد کیں اور اس میں ہر اس ملک کو شامل کیا جو ڈالر کے ذریعہ ایران سے تیل خریدنا چاہتا ہو اور چونکہ چین اس وقت دنیا کا سب سے بڑا تیل کا خریدار ملک ہے تو ٹرمپ کے رویہ نے چین کو مجبور کیا کہ وہ ڈالر کے استعمال پر روک تھام لگائے بالخصوص جب کہ وہ امریکہ کے ساتھ تجارتی جنگ میں ہے، چنانچہ مارچ 2018 میں شنگھائی فیوچرز ایکسچینج نے بیرونی سرمایہ کاروں کے لئے پہلے کھلے فیوچرز کنٹریکٹ کا آغاز کیا، یہ فیوچرز کنٹراکٹ ڈالر پر مبنی برینٹ اور WTI کنٹریکٹ کے مقابلہ میں یوآن کرنسی میں طے کیے گئے اور یہ تمام اقدامات اہم ہیں اور ڈالر کی اجارہ داری ختم کرسکتے ہیں۔ البتہ ڈالر کو ہٹانے کی چین کی اس محنت میں رکاوٹ چین کا امریکی معیشت اور امریکی ڈالر پر انحصار ہے اور چین وامریکی تجارت کا حجم بڑا ہے جو 500 بلین ڈالر سالانہ ہوتی ہے اور اس کے پاس امریکی ٹریزری بانڈز اب 1170 بلین ڈالر مالیت کے ہیں (Chinese financial newspaper Xinhua website 20/9/2018) جو 2013 کے مقابلے (1300 بلین ڈالر) میں گھٹا ہے اور چین ان بانڈز کا دنیا کا سب سے بڑا حصہ دار ہے، چین کے پاس ڈالر کے ریزرو 3 سے 4 ٹرلین ڈالر تھے جس میں 2016 کے چین کی برآمدات (2.1 ٹرلین ڈالر) کو جوڑا جاسکتا ہے اور چین نے 1.6 ٹریلین کی درآمدات کیں یوں چین ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے مطابق امریکہ کے بعد دنیا کی بڑی کمرشل ہیئت رکھتا ہے۔

اس طرح امریکہ کے ساتھ چین کی تجارت کی تیزی اور چین کے پاس ٹریزری بانڈز کی موجودگی اور مرکزی بنک کے ریزرو ڈالر کی وجہ سے ڈالر پر انحصار ہٹانے کی خاطر چین کسی بھی سنجیدہ اقدام کرنے کے لئے ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے چلتا ہے اور امریکی ڈالر میں بین الاقوامی تجارت کرنے کی طرف امریکی حوصلہ افزائی میں کامیابی کی وجہ سے چین کی ڈالر کو ہٹانے میں دلچسپی نہیں ہے اور وہ جانتا ہے کہ ڈالر کو ہٹانے پر سب سے زیادہ وہی متاثر ہوگا اور یہ بات اس کو اپنے رول کو محتاط و آہستہ کرنے کی طرف بڑھاتی ہے تاکہ وہ اپنے ڈالر اور بانڈز کے ذخیرہ کو محفوظ رکھے اور اگر چین کی ساری تجارت ڈالر سے ہٹ کر روس کے ساتھ ہو جائے تو بھی یہ مسئلہ کا حل نہیں ہے کیونکہ دونوں طرف کی باہمی تجارت 120 بلین ڈالر کی ہے (Arabic China 23/9/2018) جو عالمی تجارت کے مقابلہ میں بہت محدود ہے جو سالانہ 20 ٹریلین ڈالر سے زیادہ ہے اس طرح ڈالر کے غلبہ کو کم کرنے کی خاطر چین روس کے مقابلہ میں کم حوصلہ دکھارہا ہے اور مزید محتاط قدم رکھتا ہے۔

البتہ چین نے ڈالر میں لین دین کے نقصان کو پہچان لیا ہے بالخصوص ڈالر اور بانڈز کے سٹاک کی شکل میں، اس لئے وہ سب سے زیادہ سونے کا خریدار بن چکا ہے اور اس کے سونے کا ذخیرہ 2008 میں 600 ٹن سے بڑھ کر 2018 میں 1842 ٹن ہوچکا ہے اور یہ جواز ہے اس کے ڈالر کے ذخیرہ میں کمی آنے کا جو 2014 میں سب سے بلندی (4 ٹرلین ڈالر) پر پہنچا تھا (Trading Economics website.)، غور طلب ہے کہ چین نے 2015 میں ہی 700 ٹن سے زیادہ سونا خرید لیا تھا اور جہاں تک امریکی ٹریزری بانڈز کی بات ہے تو 2008 کے مالیاتی بحران کے بعد چین نے ان کو فروخت کیا اور اگلے دو سال تک اس کا سٹاک کم ہونے لگا البتہ امریکہ کی جانب سے چین کی تجارت پر قدغن لگانے کی دھمکی جو کہ امریکہ میں درآمد چینی کھلونوں کے غیر محفوظ ہونے کے مسئلہ کے دوران دی گئی تھی اس نے چین کو دوبارہ ڈالر لینے کی طرف موڑ دیا اور ایسا معاملہ 2013 تک چلتا رہا اور پھر ٹرمپ انتظامیہ کی جانب سے تجارتی جنگ چھیڑنے کے باعث چین امریکی ڈالر و بانڈز کے سٹاک کی فروخت کی سمت چل پڑا ہے۔

اور اس نے ان بانڈز کے سٹاک کو کسی تصادم کے بغیر کم کرنا شروع کیا ہے۔ اور پھر اپنی تجارت میں ڈالر کا استعمال کم کرنے کی کوششیں کی ہیں اور اس نے روس، جاپان اور دیگر ممالک کے ساتھ مقامی کرنسی میں تجارت کرنے کا معاہدہ کیا ہے اور اس نے تیل کی تجارت کے لئے شنگھائی سٹاک ایکسچینج کا قیام کیا تاکہ سونے کی بنیاد پر یوآن میں تیل کی تجارت ہو سکے جس نے اپنے قیام کے پہلے چھ مہینوں میں دنیا میں تیل کی مجموعی تجارت کا 10 فیصد اپنے گرفت میں کر لیا ہے اور یوآن اسپیشل ڈرائنگ رائٹس SDR میں شامل ہو گیا۔ یوآن اب ڈالر، یورو، جاپان کے ین، برطانوی پاؤنڈ کے ساتھ اسپیشل ڈرائنگ رائٹس SDR رکھنے والی کرنسیوں کے گروہ میں شامل ہو گیا ہے جو 1/10/2016 سے موثر ہو گا (https://www.imf.org 30/9/2016)۔

البتہ ان سب کے باوجود چین کے ڈالر کے سٹاک اور بانڈز کے ذخیرہ کا بڑا حجم ڈالر کو ہٹانے کے کام کو غیر موثر کر دیتا ہے اور اسی لئے بین الاقوامی ادائیگی کا حصہ 1.7 فیصد سے زیادہ نہیں ہے، اس کے مقابلہ میں ڈالر کے پاس بین الاقوامی ادائیگی 40 فیصد تک ہے۔

ج۔ یوروپین یونین: 1999 میں یورو کرنسی کا اجراء ہوا، اس کا استعمال بنکوں میں شروع ہوا اور 2002 کے بعد سے یورو چند ممالک کی متبادل مقامی کرنسی کے طور پر استعمال ہوا اور اس نے ڈالر کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ اس کے پشت پر جرمنی اور فرانس جیسے عالمی طور پر مضبوط معیشتی ممالک تھے جس میں دیگر صنعتی اور دولتمند ممالک شامل ہو گئے اس طرح عالمی طور پر یورو مضبوط کرنسی کی شکل میں سامنے آیا جس کی پشت پر ایک جگہ جمع عالمی سیاسی قوتیں تھیں جو عالمی اور سیاسی سطح پر متاثر کن تھیں اور امریکہ کا مقابلہ کر سکتی تھیں اور جس کے پاس اپنی آزادانہ طاقتور فوج قائم کرنے کی طاقت موجود ہے اور یورو بین الاقوامی ریزرو میں 20 سے 23 فی صد تک موجود ہے البتہ یورو کو عالمی معیشت پر چھانے سے جو چیز روکتی ہے وہ امریکہ کا سامنا کرنے میں یوروپی یونین کی سیاسی، عسکری و معاشی کمزوری ہے ابھی تک یوروپی یونین اپنے وجود کے دفاع میں لگی ہوئی ہے جیسا کہ خطرات موجود ہیں جو اس کے وجود کے لئے آسان چیلنج نہیں ہے اور برطانیہ کا یوروپی یونین سے باہر جانا اس کے اعتماد کو جھٹکا تھا اسی کے ساتھ اس کے ممالک میں موجود علیحدگی پسندی کی نسلی تحریکات کو عروج حاصل ہونا جو یونین سے باہر جانے کا مطالبہ کر رہے ہیں جس نے اس اتحاد (یونین) میں اعتماد کو مزید کمزور کر دیا ہے، مزید سیاسی فیصلوں میں نااتفاقیاں وہ عوامل ہیں جو یورو کرنسی اور اس کے متعلق کم اعتمادی میں جھلکتے ہیں۔

2۔ ریاستیں جو روس، یوروپ اور چین کے معاہدہ کے ساتھ ساتھ امریکہ کے مدار میں گھومتی ہیں: ترکی، ایران، ہندوستان اور جاپان

۔ ایران کے مرکزی بنک کے سربراہ عبدالناصر ہمّتی نے اعلان کیا کہ روس اور ترکی کے نمائندوں کے ساتھ اس کی میٹنگ میں "ڈالر کی بجائے مقامی کرنسی میں تجارت کے متعلق بات چیت ہوئی" (Tehran Times 9/9/2018)۔

۔ ترکی، روس اور ایران ایک دوسرے کے ساتھ ڈالر کی بجائے مقامی کرنسی میں تجارت کرنے کی خاطر تیار ہوئے ہیں، اناطولیہ ایجنسی کی رپورٹ۔ سرکاری ایجنسی ایران کے مرکزی بنک کے گورنر عبدالناصر ہمّتی کے بیان کا حوالہ دیا "تجارتی لین دین مخصوص زرمبادلہ کی شرح کو استعمال کر کے ہوں گے" (https://ahvalnews.com/ar 9/9/2018)

۔ اکتوبر 2018 میں چین اور جاپان نے 30 بلین ڈالر کی کرنسی کے تبادلہ کا معاہدہ کیا ہے جو جاپان کا سب سے بڑا معاہدہ ہے۔

۔ ہندوستان کو روس کی جانب سے S400 میزائل فراہم کرنے کا تجارتی معاہدہ روس کی کرنسی روبل میں کیا جائے گا، روس کے نائب وزیر اعظم یوری بوریسوف نے 31/10/2018 کو بیان دیا۔

یہ تمام ممالک جن کو روس اور چین مقامی کرنسی کے مطابق لین دین کرنے کی پالیسی پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں ابھی تک امریکہ کے مدار میں گھومتے ہیں یا اس کے ایجنٹ ہیں یعنی وہ سیاسی طور پر امریکہ سے جڑے ہوئے ہیں اور جلد امریکہ کے ہمراہ چل پڑتے ہیں اور ڈالر میں لین دین مسترد کرنے کا فیصلہ خود نہیں لیتے یا پھر ڈالر کو اپنے نقدی کے سٹاک کی ریزرو کرنسی کے طور پر نہیں بدلتے، معاشی خود مختاری کو سیاسی خود مختاری سے جوڑ کر دیکھنا ضروری ہے جیسا کہ خود مختار روس یا چین اور اگر ان ممالک نے روس اور چین کے ساتھ مقامی کرنسی میں لین دین پر غور کرنا شروع کیا ہے تو اس کی وجہ امریکہ کے ذریعہ ان پر دباؤ ڈالا جانا تھا جو ایک ایمرجنسی صورت حال کے تحت ہوا تھا البتہ جب یہ ایمرجنسی ختم ہو جائے گی یہ ممالک واپس پچھلی حالت پر لوٹ جائیں گے۔

چونکہ ترکی کے اسٹیل پر پابندیاں عائد کی گئیں اور امریکہ نے ترکی کی کرنسی کو نشانہ بنایا تو اردوگان نے مقامی عوامی رائے عامہ کی خاطر ڈالر پر تنقید کرنا شروع کی، ترکی کا مجموعی قرضہ 400 بلین ڈالر ہے جو ڈالر میں وصول کیا جاتا ہے جس کا سیدھا مطلب ہے جب بھی ترکی کی کرنسی کی قیمت گھٹتی ہے تو قرض کی ادائیگی کے لئے مزید اضافی ترکی لیرا اداء کرنا پڑتا ہے اور پھر مہنگائی بڑھتی ہے اور لوگوں پر بوجھ بڑھتا ہے اور اردوگان پہلے کی طرح اپنی چمکدار تقریریں کرتا رہتا ہے، اردوگان نے تین ستمبر کو کرغیزستان میں ترکی کونسل کی چھٹویں کانفرنس میں روح اردو ثقافتی مرکز Roh Ordu Cultural Center میں بیان کیا کہ "ہم تجارت کی خاطر ڈالر کی بجائے اپنی مقامی کرنسی میں لین دین کی رائے پیش کرتے ہیں"۔

اس بیان کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نہ بن سکتی ہے کیونکہ ترکی کی تجارت بنیادی طور پر یوروپی یونین کے ساتھ ہے البتہ ترکی ڈالر میں تجارت کرتا ہے اور ڈالر میں قرض لیتا ہے اور اس کی کرنسی کے ریزرو کا بڑا حصہ ڈالر کی شکل میں ہے اور درآمد شدہ تیل، قدرتی گیس اور درآمد شدہ خام مال سب ڈالر میں خریدا گیا ہے اور ہم نے دیکھا کہ جب امریکی پادری کو آزاد کیا گیا اور امریکی پابندیاں ہٹالی گئیں تو چیزیں واپس لوٹ گئیں اور پابندیوں کے ہٹنے سے قبل ڈالر کو ہٹا کر مقامی کرنسی میں تجارت کرنے کا جو جوش آیا تھا اب ختم ہو گیا، جہاں تک وسطی ایشیاء میں ترکی بولنے والے ممالک کی بات ہے تو وہ روسی پالیسی پر عمل کرتے ہیں اور ترکی کی تجارت ان ملکوں کے ساتھ عالمی پیمانے پر کسی اہم مقدار میں نہیں ہے اگر ان سے لین دین کو مقامی کرنسی میں بھی کر لیا جائے کیونکہ ان ممالک کی معیشت چھوٹی ہے۔

اور ایران پر امریکہ نے کئی سال سے سخت مالیاتی پابندیاں عائدہ کیں ہیں جب سے ایران کو امریکی بنک سسٹم سے باہر نکالا گیا ہے جس کے تحت وہ ڈالر میں لین دین نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن 2015 میں پابندیوں کے ہٹائے جانے کے فوراً بعد سے وہ اپنا تیل ڈالر میں فروخت کر رہا تھا اور ڈالر میں ہی کئی بین الاقوامی کمپنیوں کے ساتھ اس نے بڑے معاہدوں پر دستخط کئے تھے جن میں یوروپی کمپنیاں جیسے ایئر بس اور ٹوٹل جو فرانسیسی کمپنی ہے۔ ایران کا ردعمل ایسا رہا ہے گویا کچھ بھی اہم نہیں ہوا تھا جبکہ پابندیاں لگانا اور اٹھانا ایران کو بری طرح متاثر کرتا ہے اور امریکہ SWIFT سسٹم کے ذریعہ ایران کو ڈالر کے لین دین سے کبھی اندر اور کبھی باہر کر دیتا رہا ہے اور امریکہ جب کبھی ایران مخالف بیانات میں اضافہ کرتا ہے اور اس پر ڈالر کا دروازہ بند کر دیتا ہے تو ایران کی جانب سے ردعمل بھی محض بیانات ہوتے ہیں کہ وہ ڈالر میں تجارت نہیں کرے گا۔

جہاں تک ہندوستان کی بات ہے تو وہ لمبے عرصہ سے روس سے ہتھیار درآمد کرتا آیا ہے اور امریکہ کو اس بات کی پرواہ نہیں ہے اور انڈیا امریکہ کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ ہندوستان اہم قوت بن کر ابھرے جو ایشیاء میں چین کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو کم کرنے کی کوشش کرے اور ہندوستان بھی یہ بات جانتا ہے چنانچہ نہ ہی ہندوستان ڈالر کو روبل سے تبدیل کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور نہ ہی یوان کو عالمی ریزرو کرنسی بنانا چاہتا ہے۔

جاپان جو امریکہ سے جڑا ہوا ہے اس کے متعلق تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، اس کے روس کے ساتھ لین دین کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ڈالر کے خلاف ہے یا پھر وہ روبل کو ڈالر کے متبادل کے طور پر قبول کرتا ہے

خلاصہ: روس، چین اور یوروپی یونین ایسے ممالک ہیں جن کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ وہ ڈالر کو اس کے مقام سے گرانے کی موثر طاقت رکھتے ہیں البتہ ان میں سے ہر ایک ریاست کے پاس ایسے عوامل موجود ہیں جو ان کی حرکت کو روک دیتے ہیں جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے البتہ اگر یہ ان عوامل سے چھٹکارا پا جائیں تو وہ ڈالر کو اس کے مقام سے ہٹا سکتے ہیں اور اگر وہ اس معاملہ میں مضبوط قدم نہ بڑھائیں تو انہیں "کمزور ڈالر" کا جھٹکا جھیلنا پڑ سکتا ہے اور ڈالر کے ذخیرہ کی ان کی دولت ہوا ہو جائے گی، امریکہ زبردست قرضہ سے ڈول رہا ہے واشنگٹن ایگزامنر 2018/10/1 ایک امریکن میگزین کے مطابق "ایک امریکی حکومت کی ویب سائٹ کے مطابق 2018 مالی سال کے اختتام یعنی 30 ستمبر 2018 تک امریکی حکومت کا قرضہ 1.3 ٹریلین ڈالر تک بڑھ گیا ہے یہ سائٹ قرض کا ریکارڈ رکھتی ہے اور امریکی قومی قرضہ مالی سال 2017 کے اختتام تک 20.25 ٹریلین ڈالر تھا جو 2018 کے مالی سال کے اختتام تک 21.52 ٹریلین ڈالر تک جا پہنچا ہے"۔

کئی دہائیوں سے امریکی قرضہ کے اکٹھا ہونے سے ملک کی مالی حالت بری ہے اور 2008 کے بعد سے اس میں زبردست اضافہ ہوا ہے اور 8 ٹریلین ڈالر سے بڑھ کر اب 21 ٹریلین ڈالر تک پہنچ چکا ہے اور امریکی مالی حالت نازک صورت میں ہے جس کو بولٹن نے قومی سلامتی کے لئے ایسا خطرہ قرار دیا جس کا فوری حل درکار ہے یعنی قلیل مدتی یا درمیانہ مدت پر نہ کہ طویل مدتی حل۔۔۔ایسی صورت میں امریکہ کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ مزید نقدی لائی جائے یعنی ڈالر چھاپیں جائیں جو اتنی مقدار میں ہو کہ حکومت کے اخراجات کو پورے کر سکے نہ کہ قرض کی ادائیگی کر سکے ورنہ اس سے ڈالر کی کرنسی تباہ ہو جائے گی یا پھر جس چیز کو امریکی ٹریژری نے "کمزور ڈالر" کا نام دیا ہے یعنی اس دولت کا نقصان جو ڈالر میں لین دین کرنے والے مختلف ممالک نے اپنے پاس ڈالر کے ریزرو اور ٹریژری بانڈ کی شکل میں جمع کر رکھی ہے اور یہ نقصان اسی قدر ہو گا جتنا کہ ڈالر کمزور ہو گا جو ان ممالک کے لئے زبردست جھٹکا ہو گا۔

البتہ موجودہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام ممالک ڈالر کو بدل کر دوسری گلوبل کرنسی اختیار نہیں کر سکتے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دیگر ممالک کے ساتھ تجارتی معاہدات کی خاطر مقامی کرنسی استعمال کرنے کی روس اور چین کی کوششیں ڈالر کے غلبہ کو توڑنے میں موثر ثابت ہو سکتی ہیں اس شرط پر کہ ان کوششوں میں مزید تیزی آئے اور وہ ڈھیلی نہ پڑیں اور چین کے ہمراہ یوروپی یونین کی حرکت مزید اثر انداز ہو سکتی ہے، اس سے سونے کی خریداری کی مانگ بڑھے گی لیکن یہ مسئلہ کو تب تک حل نہیں کر سکتی جب تک سونا مرکزی بنکوں میں commodity یعنی جنس کی شکل میں پڑا رہے گا اور ڈالر کے بدلے فروخت کیا جائے گا جب ریاستوں کو اس کی ضرورت پڑے گی یا پھر ریزرو کی طرح پڑا رہے تا کہ ملک کی کاغذی کرنسی کو سہارا دے سکے اور اس کے ذریعہ وہ ہارڈ کرنسی حاصل کر سکیں البتہ یہ سب مسئلہ کا حل نہیں ہے جب تک سونا اور چاندی کرنسی نہ بن جائیں اور بنک نوٹ جاری کئے جائیں جو سونے اور چاندی کی مقدار کے برابر ہوں اور بنک میں ان کو صرف جنس کی طرح استعمال نہ کیا جائے تا کہ ان کے ذریعہ نام نہاد ہارڈ کرنسی خریدی جاسکے، اس کا مطلب ہے کہ ہر ملک کے سنٹرل بنک کو سونے اور چاندی میں کرنسی کو جاری کرنا ہو گا اور بنک نوٹ جاری کرنے کی اجازت ہو گی جبکہ اس کی قیمت سونے وچاندی کے برابر ہو اور اس کا نقدی بردار اس نوٹ کو کسی بھی وقت بنک لے جا کر سونا اور چاندی بدل میں حاصل کر سکتا ہو یعنی بجائے اسے سونے اور چاندی کی جنس کے طور پر استعمال کرنے کے اس کو کرنسی کی طرح استعمال کیا جائے البتہ نوٹ پر سونے اور چاندی کی مقدار میں اس کی قیمت لکھی ہو۔ یوں سونا اور چاندی پھر سے غالب ہوں گے اور پھر کوئی ملک کسی دوسرے ملک کی دولت کو برباد نہیں کر سکے گا یا پھر ان کی محنت کا استحصال کرے اور جنگی مشنریوں کو حرکت میں لائے اور اس کی بے قیمت نوٹوں کو لے کر اپنی جابرانہ جنگوں کو دوسروں پر مسلط کرے جیسا کہ ہم آج دیکھتے ہیں، اور یہ کام سوائے ریاست خلافت کے کوئی دوسری ریاست نہیں کر سکتی کیونکہ سونے چاندی کی کرنسی اللہ کی شریعت کا حکم ہے خلافت جس کا نفاذ کرتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنی ریاست میں نافذ کیا تھا اور خلفاء راشدین نے اس کی پیروی کی تھی ان کے بعد عظیم خلفاء نے بھی اس کی پیروی کی حتی کہ 1342 ہجری بمطابق 1924 عیسوی میں خلافت کا خاتمہ ہو گیا اور پھر باطل غالب آ گیا، سرمایہ دارانہ نظریہ حیات یعنی کیپٹلزم دنیا پر چھا گیا اور اس کے آقا صرف لوٹنا اور دھوکے کے ذریعہ دوسروں کا مال باطل طور پر ہڑپ کرنا جانتے ہیں اور بلین کی تعداد میں مال کو بٹورنا جانتے ہیں، اور یہ ظلم کی بنیاد پر قائم انسان کا بنایا ہوا قانون ہے اور ہم مالی بحران کا تباہ کن نتیجہ اور معاشی بربادیاں دیکھتے ہیں، لوگوں کی قابلیتوں کا استحصال، ان کی دولتوں کو لوٹنا اور کاغذی کرنسی کی شکل میں بے وزن وبے قیمت ڈالر میں ان کی دولت کو نقصان پہنچانے کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ اس باطل وجھوٹی آئیڈیالوجی کو تباہ کر دیا جائے اور اسلامی آئیڈیالوجی کی خود مختاری وحاکمیت کے لئے کام کیا جائے جو کہ حق وانصاف کا نظریہ حیات ہے جو اس کی ریاست میں گہرائی سے پیوست ہوتا ہے جس کا وعدہ اللہ تعالی نے اپنے مخلص بندوں اور اس کی خاطر کام کرنے والے نیکوکاروں سے کر رکھا ہے۔

﴿وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ سے نہیں مکرتا البتہ اکثر لوگ بے خبر ہیں۔(سورۃ روم:6)

یہ دنیا مالیاتی اور معاشی مشکلات میں گھری رہے گی جب تک وہ اللہ کے احکامات کے مطابق حکومت نہ کرنے لگ جائے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بات سچی ہے۔

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً﴾

جو کوئی ہمارے ذکر سے منہ موڑلے گا بے شک وہ تنگ زندگی گذارے گا اور ہم آخرت میں اس کو اندھا اٹھائیں گے۔(طہٰ:124)

18 ربیع الاول 1440

26/11/2018